پاکستان میں اموال زکوۃ کی تقسیم اور اس کی اصلاح کے لیے تجاویز

Distribution of Zakat Revenues in Pakistan: Some Suggestions and Recommendations for its Reforms

سید وحید احمد

پی ایچ-ڈی سکالر شعبہ علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

ڈاکٹر محمد سجاد

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ABSTRACT

Zakat is, out of five, one of the important pillars of Islam. It plays major role in the definition of Islam as stated by the Holy prophet (PBUH) in the famous Hadith -i- Jibreel. *Zakat* has been mentioned in the Quran with *Salat* many times. *Zakat* has spillover effect on a society by helping poor and deprived segment of community in the country. Hence, it is the responsibility of Islamic state to collect *Zakat* from rich persons and distribute it to the poor ones. In Pakistan the system of *Zakat* has been implemented since 1980. Collection of *Zakat* is carried out through banking system. *Zakat* committees have been constructed or constituted throughout the country. This article discusses the ways and methods of distribution of *Zakat* and *Usher* by the said committees. Moreover, this study points out some weaknesses prevailing in the committee system, responsible for the distribution of *Zakat* and *Usher* in Pakistan. Finally, some suggestions and recommendations have been furnished which may help to rectify the distribution of *Zakat* system in Pakistan.

Keywords: Pakistan; Zakat; Usher; Distribution; Recommendations; Reforms

مقدمہ

اسلام کا نظامِ زکٰوۃ معاشرتی، معاشی اور سیاسی فلاح کا ضامن ہے۔ اس نظام کا دارومدار زکٰوۃ پر ہے۔ اسلام میں نماز کے بعد جو فریضہ سب سے اہم ہے وہ زکٰوۃ ہے۔ نماز حقوق اللہ میں سے ہے جبکہ زکٰوۃ حقوق العباد میں سے ہے اور یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ اسلام کے نظامِ زکٰوۃ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن

مجید میں نماز کے ساتھ زکوۃ کی ادائیگی کا ایک ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ گویا قرآن مجید میں بتیس (32) مقامات پر اقامت صلاۃ کے ساتھ ایتاء زکوہ کا ذکر ہے قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ"[1]

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (اللہ کے آگے) جھکنے والوں کے جھکا کرو۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ"[2]

ترجمہ: اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

اسی طرح قرآن نے یہ بھی کہا:

"اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُواالصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْابِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ"[3]

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم نے زمین میں اقتدار بخشا تو یہ نماز قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم کریں گے اور بدی سے روکیں گے۔

دین اسلام جس کا آغاز آدم علیہ السلام سے ہوا اور تکمیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی، یہ دین کبھی بھی نظامِ زکوٰۃ سے خالی نہیں رہا۔ آپ ﷺ سے قبل حضرت عیسیٰؑ انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ ان کو بھی اس ثمر بار نظام سے مستفید کیا گیا تھا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، جس کی قرآن ان الفاظ میں توثیق کرتا ہے:

"وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا"[4]

ترجمہ: اللہ نے مجھے برکت دی جہاں بھی میں ہوں اور مجھے ہدایت فرمائی کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دیتا رہوں، جب تک زندہ ہوں۔

نظام زکوٰۃ یہودیوں کے لیے واجب نجات گردانا گیا۔ جب حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے میرے رب ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی سے سرفراز فرما:

"عَذَابِىْ اُصِيْبُ بِه مَنْ اَشَاۤءُ وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ"[5]

ترجمہ: میں نے اپنے عذاب میں جسے چاہوں گا گھیر لوں گا اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے مگر میں اس رحمت کو ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو مجھ سے ڈریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور ہماری آیات پر ایمان لائیں گے۔

سابقہ آسمانی کتب تحریف شدہ ہونے کے باوجود زکوۃ کی اہمیت سے خالی نہیں ہیں۔ ان میں کئی مقامات پر اپنے پیروکاروں کوزکوۃ کی اہمیت اور اس کی ادائیگی پر راغب کیا گیا ہے۔

اس کی اہمت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ احادیث مبارکہ میں زکوٰۃ کے تفصیلی احکام کو تفصیلاً بیان کیا ہے بلکہ زکوۃ کے نام سے ایک کتاب جو تاریخ میں "کتاب الصدقہ" سے معروف ہے۔

بخاری کی اس حدیث میں آپ ﷺ نے زکوٰۃ کو اسلام کا بنیادی رکن قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بُنِيَ الإسلامُ عَلَى خمسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ"

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنااور زکوۃ ادا کرنا حسب استطاعت حج کرنااور رمضان کے روزے رکھنا۔

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ خلفائے راشدین کے عہد سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مانعین زکوٰۃ کا معاملہ درپیش ہوا تو انہوں نے ان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا کیونکہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج تھے۔ مزاج شناس رسول ﷺ، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک جس طرح نظام صلوٰۃ کا قیام مقصدِ اسلام ہے بالکل اسی طرح نظام زکوٰۃ بھی ستون اسلام میں سے ایک ہے۔[6]

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ اصول ان ہدایات سے اخذ کیا جو آپ ﷺ نے خود معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حاکم یمن بناتے وقت دی تھیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: تم اہل کتاب کے پاس جارہے ہو (سب سے پہلے) ان کو دعوت دینا کہ وہ اس حقیقت کو مانیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو تم ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے مال داروں سے وصول کیا جائے گا اور ان کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو ان کے اچھے اور نفیس مال چھانٹی کر لینے سے بچنا اور اس بارے میں کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرنااور مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیوں کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حائل نہیں ہے۔[7]

اسلام نے جو نظام زکوٰۃ دیا ہے اس سے نہ صرف معاشرے کے افراد کی غربت و افلاس کو ختم کر کے انہیں معاشی طور پر بحال کیا جاسکتا ہے بلکہ ایسی اسکیموں اور ایسے کاروبار میں اموال زکوٰۃ سے مدد لے کر مستقل طور پر ان کی معاشی ترقی کا بندوبست بھی کیا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں اموال زکوٰۃ کی تقسیم کا طریقہ کار:

پاکستان میں تقسیم زکوٰۃ کے مروجہ طریقہ کار کے مطابق، زکوٰۃ مختلف پراگراموں کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہے۔ زکوٰۃ و عشر آرڈیننس مجریہ 1989ء (تاحال ترمیم شدہ) کی شق نمبر 9 کے تحت مرکزی زکوٰۃ کونسل ہر مالی سال کے لئے زکوٰۃ بجٹ تیار کرنے اور مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے صوبائی زکوٰۃ فنڈ کو منظور شدہ طریقہ کار کے مطابق فنڈ تقسیم کرنے کی مجاز ہے۔

تعلیم کے شعبہ میں تقسیم زکوٰۃ کا عمل درج ذیل پروگراموں کے تحت ہوتا ہے:

1 تعلیمی وظائف (عمومی)

تعلیمی وظائف (عمومی) سے مراد وہ وظائف ہیں جو پرائمری سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک کے مستحق طلباء و طالبات کو مختلف شرح سے فراہم کیے جاتے ہیں۔[8] ان وظائف کا مقصد معاشرے کے وہ محروم ترین طلباء کی مدد کرنا ہے جو مالی دشواری کے سبب اپنے تعلیمی سلسلے کو جاری رکھنے میں دشواری محسوس کر رہے ہوں وہ اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ یہ وظائف مختلف تعلیمی مدارج میں مختلف شرح سے تقسیم کئے جاتے ہیں۔

2 تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل / فنی)

تعلیمی وظائف فنی سے مراد وہ وظائف جو مستحق طلباء و طالبات کو ٹیکنیکل (فنی) تعلیم کے حصول کے لیے دیے جاتے ہیں تاکہ یہ لوگ ہنر سیکھ کر اس قابل ہو سکیں کہ اپنی ملازمت / روزگار خود حاصل کر سکیں۔ تعلیمی وظائف (فنی) کے تحت وظیفہ کی حد 1000 روپے سے بڑھا کر 2500 روپے ماہانہ کر دی گئی۔[9] مزید یہ کہ کورس کی تکمیل پر فارغ التحصیل طلباء کو مبلغ 5000 روپے دیے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنے کورس (ہنر) سے متعلق اوزار خرید کر کام شروع کر سکیں۔[10]

3 دینی تعلیمی وظائف

دینی تعلیمی وظائف سے مراد وہ وظائف ہیں جو دینی مدارس میں مستحق طلباء و طالبات کو دینی علوم کے حصول کے لیے دیے جاتے ہیں تاکہ اسلام کی متوازن اور معتدل تعلیم کو عام کرنے اور وطن عزیز میں علمائے دین کی ایک نسل تیار کرنے کے لیے مدارس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اداروں کے ذریعے بحالی کے پروگرام کے تحت تعلیمی اداروں میں مستحق طلباء کو وظائف مہیا کرنے پر سب سے زیادہ توجہ دی جارہی ہے۔[11] اس پروگرام کے تحت دینی مدارس کو دی گئی رقم سے طلباء میں خود اعتمادی کا جذبہ اور عزت نفس کا احساس پیدا ہوا ہے۔ اب سابقہ دور کے مدارس کی طرح طلباء گھر گھر جا کر کھانا اکٹھا نہیں کرتے۔ اب ان کی دیکھ بھال بہتر طور پر کی جاتی ہے۔[12]

دینی مدارس میں طلباء کے لیے کتب، سامان نوشت، طلباء کے لیے کپڑے، رہائش اور کھانے پینے کے اخراجات تک حکومت کی طرف سے قومی زکوٰۃ فنڈ سے مہیا کیے جاتے ہیں چنانچہ جب سے پاکستان میں نظام زکوۃ رائج ہوا ہے دینی مدارس میں اضافہ اور دینی تعلیم کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔[13]

4 ماڈل دینی مدارس

ماڈل دینی مدارس سے مراد وہ مدارس ہیں جو مکمل طور پر وزارت مذہبی امور کے تحت کام کر رہے ہیں۔ یہ ماڈل مدارس تین ہیں جو کراچی، سکھر اور اسلام آباد میں حج ڈائریکٹوریٹ میں قائم کیے گئے ہیں۔[14] ماڈل دینی مدارس کے قیام کا مقصد اسلام کی متوازن اور معتدل تعلیم کو عام کرنے اور وطن عزیز میں علمائے دین کی ایک نسل تیار کرنا ہے جو ملک و ملت کی بھرپور اور مؤثر دینی رہنمائی کر سکیں، ان مثالی مدارس کے لیے ایک جامع اور معیاری نصاب ترتیب دیا گیا ہے۔ اس نصاب کی رو سے مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کو عام تعلیم دینے پر بھی توجہ دی گئی تاکہ یہ طلباء دینی تعلیم میں تخصیص حاصل کر کرنے کے ساتھ بقدر ضرورت جدید تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔[15] ان ماڈل دینی مدارس کے طلباء کی حوصلہ افزائی اور زیادہ سے زیادہ طلباء کو راغب کرنے کے لیے ان کو زکوٰۃ فنڈ سے عام دینی مدارس کی نسبت خصوصی وظائف دیے جاتے ہیں۔ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے تحت قائم مدارس ایک ماڈل کے طور پر کام کر رہے ہیں جو براہِ راست وزارتِ مذہبی امور کے زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔[16]

اس پروگرام کے تحت تین ماڈل دینی مدارس (کراچی، سکھر اور اسلام آباد) کے طلباء کے وظائف وغیرہ ایک سال کے لیے تقریباً 12 ملین روپے رکھے جاتے ہیں۔ ان مدارس کے طلباء کے لیے دوسرے مدارس کے طلباء کی نسبت خصوصی وظائف دیے جارہے ہیں کیوں کہ دوسرے مدارس کے طالب علموں کی حوصلہ افزائی تو عام افراد بھی اپنے زکوٰۃ فنڈز وغیرہ سے کرتے رہتے ہیں جبکہ یہ ماڈل دینی مدارس تو براہِ راست وزارت مذہبی امور کے زیر نگرانی ہی کام کرتے ہیں۔

ماڈل دینی مدارس کے طلباء کی مدد کیونکہ صرف حکومتی زکوٰۃ فنڈ سے ہی ہو رہی ہے لہٰذا ان کے ماہانہ وظائف کو اور بڑھایا جائے تاکہ ان مدارس کے طلباء کی اور زیادہ حوصلہ افزائی ہو سکے اور پھر یہ مدارس دوسرے طلباء کے لیے بھی کشش کا سبب بن سکیں۔

دوسرا یہ کہ یہ مدارس صرف تین شہروں کی حد تک کھولے گئے لہٰذا ان کو دیگر شہروں میں بھی کھولا جائے تاکہ یہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بن سکیں کیونکہ ان ماڈل دینی مدارس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم بھی پڑھائے جا رہے ہیں جو کہ ایک اچھا تجربہ ہے۔

حکومت کی سرپرستی میں ماڈل دینی مدارس کے قیام سے سب سے بڑا فائدہ فرقہ پرستی کی روک تھام کے سلسلہ میں ہو گا کیونکہ حکومت کا لوگوں کی دینی تعلیمی ضرورت کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے آج لوگوں نے آزادانہ حیثیت میں مدارس

کھول لیے جو کہ فرقہ پرستی کے پھیلاؤ کا بھی سبب بن رہے ہیں جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ عدم برداشت کا مرکز بن چکا ہے۔

وظائف کے فنڈ کی تقسیم کے سلسلہ میں مانیٹرنگ کے نظام کو زیادہ سے زیادہ مؤثر اور فعال بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ان وظائف کے سلسلہ میں پائی جانے والی بے ضابطگیوں کو ختم کیا جاسکے۔

صحت کے پروگراموں میں تقسیم زکوٰۃ کا مروجہ طریقہ کار:

صحت کے شعبہ میں تقسیم زکوٰۃ کا عمل درج ذیل پروگراموں کے تحت ہوتا ہے:

1 صحت کے صوبائی ادارے

صحت کے صوبائی اداروں سے مراد وہ صحت کے ادارے / ہسپتال جنہیں مرکزی زکوٰۃ کونسل صوبائی زکوٰۃ کونسل کے توسط سے فنڈ جاری کرتی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہر مالی سال میں مرکزی زکوٰۃ کونسل صوبائی صحت کے اداروں / ہسپتالوں کے لیے بجٹ مقرر کرتی ہے جس کو بعد میں صوبائی زکوٰۃ فنڈ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ یہاں سے یہ فنڈ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کو صحت کے اداروں میں تقسیم کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔ پھر یہ زکوٰۃ فنڈ مختلف ہسپتالوں کو مستحقین کے علاج و معالجہ کے لیے فراہم کر دیا جاتا ہے۔ مستحق مریضوں کا علاج و معالجہ زکوٰۃ فنڈ سے مکمل فری میں ہوتا ہے۔ ان ڈور مستحق مریضوں کے لیے 3000 روپے تک اور آؤٹ ڈور مستحق مریضوں کے لیے2000 روپے تک۔[17]

اگر مستحق مریض کے علاج و معالجہ پر مذکورہ بالا خرچ سے زیادہ ہو جائے تو اس صورت میں ہسپتال کی ویلفیئر کمیٹی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس زائد خرچہ کے لیے اپنی پالیسیوں میں نرمی پیدا کر کے اس مسئلہ کو حل کرے۔[18]

طبی سہولیات کے حصول کے لیے مریضوں کو استحقاق سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہوتا ہے۔ مریضوں کے استحقاق کا فیصلہ وہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے جہاں وہ مستقل قیام پذیر ہے۔ تاہم اگر مریض اپنے ہی ضلع میں عارضی بنیاد پر کہیں اور رہائش اختیار کر لے تو پھر اس علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی بھی اسے استحقاق دینے کا اختیار رکھی ہے۔[19]

ایمر جنسی کیسوں میں جب مریض کو علاج کی ضرورت ہو لیکن وہ اپنے مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے استحقاق سرٹیفکیٹ فراہم کرنے کے قابل نہ ہو تو ایسے میں ہسپتال کی ویلفیئر کمیٹی بھی مریض کے رشتہ داروں / دوست احباب کی گارنٹی پر استحقاق سرٹیفکیٹ دینے کا اختیار رکھتی ہے۔ ایمر جنسی علاج معالجہ کے بعد مریض کو استحقاق سرٹیفکیٹ دینا ہو گا اور نہ فراہم کرنے کی صورت میں اسے اپنا تمام علاج و معالجہ کا خرچہ ادا کرنا ہو گا اور آئندہ کے لیے اسے ہسپتال کی طرف سے کوئی بھی طبی سہولیات فراہم نہیں کی جائے گی۔[20]

مرکزی زکوٰۃ کونسل کے ممبر بھی کسی غریب مریض کو ایمر جنسی بنیاد پر اپنے علاقے کے قومی سطح کے ہسپتال / ادارہ میں علاج و معالجہ کے لیے استحقاق سرٹیفکیٹ دینے کا اختیار رکھتے ہیں۔[21]

زکوٰۃ فنڈ مستحق مریض کو علاج و معالجہ کے لیے نقد رقم کی صورت میں نہیں دیا جاتا بلکہ یہ فنڈ علاج و معالجہ کی صورت میں ہسپتال میں ہی دستیاب ہوتا ہے۔[22]

2 قومی ادارے برائے صحت / ہسپتال

قومی ادارے برائے صحت / ہسپتال سے مراد وہ ادارے یا ہسپتال ہیں جنہیں مرکزی زکوٰۃ کونسل سے براہِ راست مستحقین کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لیے مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے امداد جاری کی جاتی ہے۔[23] کونسل جن قومی نوعیت کے صحت کے اداروں / ہسپتالوں کو براہِ راست فنڈز جاری کرتی ہے ان کی تعداد تقریباً 98 ہے جو کہ پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔[24]

ہر صحت کے ادارہ میں جہاں مستحقین زکوٰۃ کو طبی امداد کے لیے رقم دی جاتی ہے وہاں سوسائٹی فلاح و بہبود مریضاں کی معرفت یہ زکوٰۃ فنڈ دیا جاتا ہے۔ یہ سوسائٹی یا تو محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے رجسٹرڈ ہوتی ہے یا ایک کمیٹی کے طور پر جو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ / صحت کے ادارہ کے افسر اعلیٰ / چیئرمین ضلعی زکوٰۃ کمیٹی یا ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کے نامزد ممبر اور محکمہ سماجی بہبود کے اسٹنٹ ڈائریکٹر پر مشتمل ہوتی ہے سے منظور شدہ ہوتی ہے۔ عام طور پر مریض کو مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے "استحقاق سرٹیفکیٹ" حاصل کرنا ہوتا ہے تب ہی وہ علاج کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ نازک ترین صورت حال میں کمیٹی اس بات کی مجاز ہے کہ وہ مریض کو علاج معالجہ کی اجازت دے دے مگر استحقاق سرٹیفکیٹ بعد میں حاصل کر لیا جائے۔[25]

زکوٰۃ فنڈ کو ہسپتال کی صحت کمیٹی درج ذیل طبی سہولیات کی فراہمی کے لیے استعمال کرتی ہے:

i ادویات (بمعہ خون)

ii میڈیکل ٹریٹمنٹ (بمعہ آپریشن)

iii لیبارٹری ٹیسٹ

iv بستر جنرل وارڈ میں

v آکسیجن کی فراہمی

vi مریض کے ہسپتال وغیرہ تک آمد و رفت کے اخراجات

vii کوئی دوسری چیز جو کہ کمیٹی منظور کرے (سوائے نقد رقم کی فراہمی کے)[26]

قومی ادارے برائے صحت / ہسپتال کے پروگرام کے تحت ہر سال زکوٰۃ فنڈ سے لاکھوں غرباء و نادار افراد جنہیں معاشرے کا محروم ترین طبقہ بھی کہا جاسکتا ہے طبی سہولیات حاصل کر رہے ہیں۔

ہیپاٹائٹس سی

اس پروگرام کا آغاز وفاقی کابینہ کی سفارش پر ہوا ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے ہیپاٹائٹس سی کے مریضوں کے علاج و معالجہ کی خاطر رقم مختص کی جائے۔ مرکزی زکوٰۃ کونسل کے 94ویں اجلاس منعقدہ 2/2/2008 میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی نے اپنے اجلاس میں غور و غوض کے بعد یہ تجویز دی کہ ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے لیے علیحدہ زکوٰۃ فنڈ کی فراہمی ممکن نہیں۔ ہر سال بجٹ میں موجود 200 ملین روپے کی خطیر رقم قدرتی آفات کے لیے باقاعدگی سے مختص کی جاتی ہے لیکن اس مد سے کسی نہ کسی وجہ سے یہ فنڈ خرچ نہیں ہو پاتا لہٰذا کونسل نے اس بیماری کو قدرتی آفت قرار دیتے ہوئے قدرتی آفات کی مد سے 100 ملین روپے اس مرض کے لیے مختص کر دیے اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ یہ رقم کونسل سے منظور شدہ قومی سطح کے صحت کے اداروں کے توسط سے خرچ کی جائے گی۔ وزارت صحت اسلام آباد اور ہر صوبے میں ایک ایسے قومی سطح کے ہسپتال کی نشاندہی کرے گی جن میں ہیپاٹائٹس کے علاج کی خاطر خواہ سہولیات میسر ہوں۔[27]

مرکزی زکوٰۃ کونسل نے اس معاملہ پر مزید غور و غوض کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی نے بحث و مباحثہ کے بعد درج ذیل سفارشات مرتب کیں:

i ہیپاٹائٹس کے مرض کے علاج کے لیے مختص کیے گئے 100 ملین روپے کو صوبے کی آبادی کی بنیاد پر تقسیم کر دیا جائے اور صوبے اس فنڈ کو پہلے سے منتخب کئے گئے ہسپتالوں میں مساویانہ تقسیم کریں۔

ii وزارت صحت میں جاری ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی دوائیوں کی خریداری کے مرکزی نظام کا بغور جائزہ لیا جائے۔ وزارتِ صحت ملک کے مختلف ہسپتالوں کے لیے اوپن ٹینڈر کے ذریعے دوائیاں خریدتی ہے اور خود ملک کے مختلف ہسپتالوں میں پہنچانے کا کام کرتی ہے۔ کمیٹی نے وزارتِ صحت کے مرکزی نظام کا جائزہ لینے کے لیے ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی۔[28]

وزارتِ زکوٰۃ و عشر کا مؤقف

i وزارتِ زکوٰۃ و عشر وزارتِ صحت کے مقابلے میں اپنے پاس ہیپاٹائٹس کی دوائیوں کی خریداری کے لیے اس شعبہ کے فنی ماہرین نہیں رکھتی۔

ii وزارتِ زکوٰۃ و عشر کے پاس وزارتِ صحت کے مقابلے میں پورے ملک میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے لیے کسی قسم کا کوئی انتظامی ڈھانچہ، دوائیوں کو محفوظ کرنے اور ہسپتالوں تک پہنچانے کا انتظام نہیں ہے۔

iii وزارت اگر خود زکوٰۃ فنڈ سے وزارتِ صحت کی طرح دوائیوں کی خریداری کرتی ہے تو اس کے لیے قومی پروگرام برائے تحفظ ہیپاٹائٹس کی طرح ایک علیحدہ سنٹر قائم کرنا پڑے گا جس کے لیے ایک کثیر سرمایہ اور فنی ماہرین کی افرادی قوت درکار ہوگی۔[29]

چیف ایڈمنسٹریٹر، سندھ کی تجویز

اس پروگرام کے سلسلہ میں چیف ایڈمنسٹریٹر، سندھ نے کہا کہ ہیپاٹائٹس کے مرض کے لیے مختص فنڈز کی تقسیم آبادی کی بنیاد پر نہیں بلکہ مرض کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ اس پروگرام کے سلسلے میں اب تک جو پیش رفت ہوئی ہے اس میں مرکزی زکوٰۃ کونسل نے درج ذیل فیصلے کیے:

مرکزی زکوٰۃ کونسل کے 99ویں اجلاس کا فیصلہ

i یہ معاملہ ایگزیکٹو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ کمیٹی اس سلسلہ میں فیصلہ کر کے کونسل کو آگاہ کرے۔

ii ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ کو بھی اس مہم میں شریک کیا جائے۔

iii اگر ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ ادویات کی (Centralized) خریداری اور ادویات کی تقسیم کی شفافیت کی حامی بھریں تو ان سے فنڈ کے استعمال کے بارے میں تجاویز مانگی جائیں۔[30]

مرکزی زکوٰۃ کونسل کا 100واں اجلاس

مرکزی زکوٰۃ کونسل کے 1000ویں اجلاس منعقدہ 31 اکتوبر 2009ء میں ہیپاٹائٹس سی کے سلسلے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ فنڈ 5 منتخب شدہ ہسپتالوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک ایک ہسپتال ہر صوبے سے ہوگا اور ایک ہسپتال اسلام آباد سے ہوگا۔ کسی ہسپتال کو کتنا فنڈ دینا ہے اس کی وضاحت وزارت صحت کرے گی کیونکہ کسی صوبے میں اس مرض سے متاثرہ لوگ زیادہ ہیں۔ اس کے اعداد و شمار سے وہی واقف ہیں لہٰذا وزارتِ صحت کی ہدایت پر یہ فنڈ پانچوں ہسپتالوں میں مرض کی شرح کے لحاظ سے تقسیم کر دیا جائے گا۔[31]

سماجی بہبود اور قدرتی آفات کے پروگراموں میں تقسیم زکوٰۃ کا طریقہ کار

سماجی بہبود اور قدرتی آفات کے پروگراموں میں تقسیم زکوٰۃ کا طریقہ کار درج ذیل پروگراموں کے تحت ہوتا ہے:

1 گزارہ الاؤنس 2 سماجی بہبود و بحالی 3 عید گرانٹ 4 مستحق خواتین کی شادی کے لیے امداد

5 قدرتی آفات سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کے لیے امداد

1 گزارہ الاؤنس

گزارہ الاؤنس سے مراد وہ رقم جو مستحقین زکوٰۃ کو بطور گزارہ الاؤنس ہر چھ ماہ بعد کراسڈ چیک کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ زکوٰۃ کے تمام پروگراموں میں گزارہ الاؤنس سب سے زیادہ بڑا، مشہور اور اہم پروگرام ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ

اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ زکوٰۃ کے مستقل پروگراموں کے بجٹ کا 60 فیصد بجٹ اس پروگرام کے لیے مختص ہے۔ اس پروگرام کے تحت گزارہ الاؤنس کی موجودہ ماہانہ شرح 500 روپے فی کس ہے۔[32] اس پروگرام کے تحت مستحق کو ہر چھ مہینے بعد 3000 روپے کراسڈ چیک جاری کیا جاتا ہے۔[33]

گزارہ الاؤنس کے حصول کے لیے سب سے پہلے مستحق شخص دیہی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین کے پاس اپنی درخواست جمع کراتا ہے۔ یہی چیئرمین استحقاق سرٹیفکیٹ کے حصول کی تصدیق کے لیے اس درخواست کو دیہی ممبر کے پاس بھیج دیتا ہے۔ دیہی ممبر اس درخواست کی تصدیق کر کے مقامی چیئرمین کے پاس روانہ کر دیتا ہے۔ جہاں ایک رجسٹر میں اس کا اندراج کر لیا جاتا ہے جس میں ۸ درخواستیں منظور کی جاتی ہیں اور باقی درخواستوں کو ویٹنگ لسٹ میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ کامیاب امیدواروں کو گزارہ الاؤنس کی منظوری کی اطلاع دے دی جاتی ہے۔ گزارہ الاؤنس بالعموم اس صورت میں دیا جاتا ہے کہ جب مقامی زکوٰۃ کمیٹی تفصیلی غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ مستحق زکوٰۃ اپنی واضح معذوری یا بیماری یا عمر رسیدگی کی بناء پر کوئی ہنر سیکھ کر یا کوئی چھوٹا موٹا کاروبار کر کے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی قطعاً صلاحیت نہیں رکھتا اور اس کا کوئی کفیل بھی نہ ہو۔[34] اور بالخصوص بیواؤں، معذوروں، بے روزگاروں اور ان افراد کو بھی جن کا پیشہ مستقل مانگنا نہ ہو دیا جاتا ہے۔ گزارہ الاؤنس کی موجودہ ماہانہ شرح 300 روپے سے بڑھا کر 500 روپے فی مستحق مرکزی زکوٰۃ کونسل کے 79ویں اجلاس منعقدہ 16 ستمبر 2000ء کو مقرر کی گئی تھی۔[35]

مرکزی زکوٰۃ کونسل کے 99ویں اجلاس میں گزارہ الاؤنس کو ختم کرنے اور اس کی رقم کو دوسرے پروگراموں میں درج ذیل وجوہات کی بنا پر ضم کر دیا گیا:

i گزارہ الاؤنس کی تقسیم میں بدنظمی، اقرباء پروری، بدعنوانی پائی جاتی ہے۔

ii گزارہ الاؤنس کی رقم بہت قلیل تھی (500 روپے فی کس ماہانہ) جو غربت کے خاتمہ میں معاون ثابت نہیں ہوتی بلکہ مستقل بھکاری پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوئیں ہیں۔

iii حکومت پاکستان کا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور حکومت پنجاب کی انکم سپورٹ سکیم گزارہ الاؤنس کے متبادل کے طور پر موجود ہیں۔

چیئرمین مرکزی زکوٰۃ کونسل نے گزارہ الاؤنس کے خاتمہ کے سلسلہ میں فرمایا کہ گزارہ الاؤنس سے اس مہنگائی کے دور میں کوئی گزارہ نہیں ہوتا۔ ہمیں اس قسم کے بے مقصد اور بے فائدہ پروگرام کو جاری نہیں رکھنا چاہیے۔ گزارہ الاؤنس ایک ایسا پروگرام ہے جس میں فنڈز بہت زیادہ خرد برد ہوتے ہیں اور مستحقین تک نہیں پہنچ پاتے اور یہ قوم کو مستقل بھکاری بنانے کے مترادف ہے۔ چیئرمین نے مذید کہا کہ زکوٰۃ کا نظام مضبوط ہونا چاہیے۔ محدود رقم میں منافع بخش پروگرام کو متعارف کروانا چاہیے۔ کسی بھی قوم کا معیار زندگی بلند کرنے میں تعلیم اور صحت بنیادی کردار ادا کرتے

ہیں۔ کسی بھی قوم کی ترقی وخوشحالی کا راز اس کی تعلیم و تربیت میں مضمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس پروگرام کے ہوتے ہوئے ہم نظام زکوٰۃ کو شفاف و موثر نہیں بنا سکتے۔[36]

بہر حال مرکزی زکوٰۃ کونسل کے 100 ویں اجلاس میں گزارہ الاؤنس کے پروگرام کو اس کی اہمیت اور عوامی و سیاسی ردِ عمل کی وجہ سے دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے۔

گزارہ الاؤنس کا پروگرام زکوٰۃ کے تمام پروگراموں میں سب سے زیادہ نمایاں اور اہم پروگرام ہے۔ زکوٰۃ کے مستقل پروگراموں کے بجٹ کا 60 فیصد بجٹ اس پروگرام کے لیے مختص ہے۔ پروگرام کی وجہ سے غریب و نادار افراد کو سب سے زیادہ مالی فائدہ حاصل ہوا۔

اگر اس پروگرام کی خامیوں کا جائزہ لیا جائے تو اس پروگرام کے سلسلہ میں سب سے بڑی خرابی کرپشن اور سیاسی مداخلت کا ہونا ہے کیونکہ ہر حکمران طبقہ یہ چاہتا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم اس کے ووٹروں میں تقسیم ہو۔ اسی طرح ایک خرابی مستحقین زکوٰۃ سے رشوت طلب کر کے انہیں زکوٰۃ کا چیک دینا ہے۔ جہاں تک سیاسی مداخلت کا تعلق ہے اس معاملہ کو اس طرح ختم کیا جا سکتا ہے کہ مقامی اور ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں میں سیاسی بنیادوں پر لوگوں کو شامل نہ کرنے کا تمام سیاسی جماعتیں عہد کر لیں۔ اس طرح یہ خرابی بھی ختم کی جا سکتی ہے۔ گزارہ الاؤنس کی رقم موجودہ مہنگائی کے دور میں بہت قلیل ہے۔ لہٰذا اس رقم کو موجودہ حالات سے مطابقت کرتے ہوئے بڑھایا جائے۔ اس پروگرام کے تحت اکثر رقم تاخیر سے مستحقین زکوٰۃ تک پہنچتی ہے۔ اس کا حل یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ بینکوں اور ڈاک خانوں کو تقسیم زکوٰۃ کی ذمہ داری سونپی جا سکتی ہے۔ اگر مجموعی طور پر اس کا جائزہ لیا جائے یہ ایک بہترین پروگرام ہے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

جزام کے مریضوں کے لیے گرانٹ

جزام کے مریضوں کے لیے گرانٹ سے مراد وہ رقم جو "احاطہ کوڑھیاں" راولپنڈی میں رہنے والے جزام کے مریضوں کو بطور گزارہ الاؤنس کے دی جاتی ہے۔ اس پروگرام کے تحت "احاطہ کوڑھیاں" راولپنڈی میں مقیم جزام کے مستحق مریضوں کے لیے مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے براہ راست خصوصی امداد دی جاتی ہے۔[37] اس پروگرام کا فنڈ مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے صوبائی زکوٰۃ فنڈ میں منتقل کیا جاتا ہے جہاں سے یہ فنڈ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی راولپنڈی کو جاری کیا جاتا ہے۔ مریضوں کے استحقاق کا تعین مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے۔

2 سماجی بہبود و بحالی

سماجی بہبود و بحالی کے پروگرام سے مراد وہ پروگرام جس میں مرکزی زکوٰۃ کونسل صوبائی زکوٰۃ کونسل کے توسط سے سماجی بہبود کے اداروں جیسے یتیم خانے، بوڑھے افراد کے رہنے کے مراکز، دستکاری اسکول، ایس او ایس ویلجز اور این

جی اوز وغیرہ کی مالی مدد کی جاتی ہے۔ سماجی بہبود کے اداروں کے لیے زکوٰۃ کے مستقل پروگراموں کے بجٹ کا ۴ فیصد حصہ مختص ہے۔[38] اس پروگرام کے تحت مستحقین زکوٰۃ کو زیادہ سے زیادہ 5000روپے یکمشت بحالی کی غرض سے ایک مرتبہ دیے جاتے ہیں اور جس مستحق کو یہ رقم ایک دفعہ مل جاتی ہے تو پھر اس کا نام مستحقین کی فہرست سے کاٹ دیا جاتا ہے اور رقم کی ادائیگی کراسڈ چیک کے ذریعہ کی جاتی ہے۔[39] سماجی بہبود کے اداروں میں زیرتربیت مستحق افراد کو ماہانہ رقم 500روپے سے 700روپے تک رہائش وغیرہ کی کے لیے دی جاتی ہے۔[40]

اس پروگرام میں مستحقین زکوٰۃ کو سماجی بہبود کے اداروں کی معرفت رقم تقسیم کی جاتی ہے جو مرکزی یا صوبائی حکومت قائم کرتی ہے یا ان کے ذریعے ادارے رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ مستحقین زکوٰۃ کا معاملہ انتظامی کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے جو ادارہ کی انتظامیہ اور ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کے نامزد ممبر پر مشتمل ہوتی ہے۔ اگر یہ ادارہ ایک سے زیادہ ضلعوں پر مشتمل ہو تو پھر صوبائی زکوٰۃ کونسل اس کی منظوری کی مجاز ہے۔ مقامی زکوٰۃ کمیٹی استحقاق سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے۔ ادارہ زیرتربیت افراد کو ماہانہ وظیفہ اور دیگر سامان، آلات وغیرہ صوبائی زکوٰۃ کونسل کی مقرر کردہ شرح کے مطابق ادا کرتا ہے۔[41]

زکوٰۃ کی تقسیم کے قواعد برائے سماجی بہبود و بحالی سکیم مرکزی زکوٰۃ کونسل کے 93ویں اجلاس منعقدہ 12اکتوبر 2004ء میں منظور کیے گئے۔منظور شدہ طریقہ کی شق (B)(iv)کے تحت سماجی بہبود کے وہ ادارے (NGOs/SOS) حکومتی یا دوسرے ذرائع سے مالی امداد حاصل کر رہے ہوں وہ زکوٰۃ گرانٹ کے مستحق نہیں ہوتے تھے۔ لیکن اب 94ویں اجلاس کے فیصلے کی رو سے سماجی بہبود کے وہ ادارے بھی جو اندرونی یا بیرونی ذرائع سے امداد وصول کر رہے ہیں زکوٰۃ گرانٹ کے اہل ہوں گے۔[42]

سماجی بہبود بحالی کا پروگرام اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک منفرد پروگرام تھا۔ جسے مالی سال 2009-10ء کے بجٹ میں مستحق خواتین کی شادی کے لیے امداد کے پروگرام میں چند وجوہات کی بناء پر ضم کر دیا گیا ہے۔

3 عید گرانٹ

عید گرانٹ سے مراد وہ رقم جو مستحقین زکوٰۃ کو رمضان المبارک میں بطور عید گرانٹ کے دی جاتی ہے۔ یہ خصوصی گرانٹ صرف ان مستحقین زکوٰۃ کو دی جاتی ہے جن کو گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ یہ خصوصی گرانٹ 500روپے ہے جو سال میں صرف ایک دفعہ دی جاتی ہے۔[43]

عید گرانٹ کی رقم کی تقسیم کا عمل صوبائی زکوٰۃ فنڈ کے تحت عمل میں لایا جاتا ہے یعنی مرکزی زکوٰۃ کونسل اس پروگرام کے تحت براہِ راست مستحقین زکوٰۃ کو فنڈ جاری نہیں کرتی۔ عید گرانٹ کے استحقاق کا تعین مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے۔ عید گرانٹ ان مستحقین زکوٰۃ کو دی جاتی ہے جن کو گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ عید گرانٹ کے پروگرام

کے تحت ہر سال رمضان المبارک کے مہینے میں بطور عید گرانٹ کے دی جانے والی رقم سے لاکھوں مستحقین زکوٰۃ مستفید ہوتے ہیں۔

4 غیر شادی شدہ مستحق خواتین کی شادی کے لیے امداد

غیر شادی شدہ مستحق خواتین کی شادی کے لیے امداد سے مراد وہ امداد جو مستحق خواتین کی شادی کے لیے بطور جہیز فنڈ کے طور پر دی جاتی ہے۔ مستحق خواتین کو شادی کے لیے دی جانے والی امداد کی رقم 10000 روپے ہے جو ایک دفعہ دی جاتی ہے۔ اس رقم کی ادائیگی بذریعہ کراسڈ چیک بنام مستحق خاتون کے ہوتی ہے۔[44] جہیز فنڈ کی تقسیم کے متعلق قواعد وضوابط مرکزی زکوٰۃ کونسل کے 87ویں اجلاس منعقدہ 16 نومبر 2002ء میں منظور کیے گئے۔ ان قواعد کے پیرا نمبر 2 کے مطابق ایک مستحق خاتون کو شادی کے لیے مبلغ 10000 روپے کی امداد دی جا سکتی ہے۔ کونسل کے فیصلہ کے مطابق ہر سال جہیز فنڈز کے لیے باقاعدہ زکوٰۃ بجٹ کا ۴ فیصد رکھا جاتا ہے۔[45]

تقسیم زکوٰۃ کے قواعد کے تحت شادی گرانٹ علاقہ کے ناظم، کونسلر یا خطیب یا امام مسجد کی سفارش پر درخواست گزار خاتون یا اس کے والدین یا سرپرست کو ادا کر دی جاتی ہے۔ تاہم تین ماہ کے اندر اندر نکاح نامہ کی کاپی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کے پاس جمع کرانا لازم ہے، ورنہ جاری امداد سفارش کرنے والی شخصیت کو واپس کرانا ہوتی ہے۔[46] تاہم قبائلی علاقہ جات کے لوگوں کو شادی گرانٹ کے حصول کے لیے نکاح نامہ کی شرط سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اور قبائلی علاقہ جات کی پولیٹیکل انتظامیہ کے نمائندوں کی تصدیق پر شادی گرانٹ جاری کی جا سکتی ہے۔[47] قبائلی روایات میں نکاح کو رجسٹرڈ کرنے کا رواج نہیں۔ مستحق خاتون کے استحقاق کا تعین اُس علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے۔ عام طور پر کسی مستحق خاتون کے استحقاق کا تعین وہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرے گی جہاں وہ مستقل رہائش پذیر ہے۔ اگر کسی مستحق خاتون نے اگر رہائش بدل لی ہے تو اب نئے رہائشی علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی استحقاق کا تعین کرے گی۔[48] اگر کسی مستحق خاتون نے کسی دارالامان میں یا کسی سماجی بہبود کے ادارہ میں رہائش اختیار کی ہو تو پھر اس (ادارہ ہی کے) ہی علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی اُس خاتون کے استحقاق کا تعین کرے گی۔[49]

غیر شادی شدہ مستحق خواتین کی شادی کے لیے امداد کا پروگرام بھی گزارہ الاؤنس کے پروگرام کی طرح مقبول اور اہم پروگرام ہے۔ ہر سال اس پروگرام کے تحت ہزاروں خواتین مستفید ہو رہی ہیں۔

5 قدرتی آفات سے متاثرہ لوگوں کی بحالی

قدرتی آفات سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کے پروگرام سے مراد وہ پروگرام جس میں قدرتی آفات جیسے قحط وخشک سالی، طوفانی بارش، سیلاب، ناگہانی آفات، حادثہ (ریلوے وغیرہ) اور زلزلہ وغیرہ سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کے لیے

مدد کی جاتی ہے یعنی ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے اضافی یا حتمی امداد کے اجراء کی منظوری دی جاتی ہے۔

مصیبت زدہ مستحقین زکوٰۃ کے استحقاق کا تعین مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے۔ اس فنڈ کا اجراء براہِ راست مرکزی زکوٰۃ کونسل متاثرہ لوگوں کی بحالی کے لیے کرتی ہے۔[50]

قدرتی آفات سے متاثرہ افراد کی بحالی کے لیے ہر سال تقریباً200 ملین روپے مختص کیے جاتے ہیں۔ یہ فنڈ ناگہانی / ہنگامی حالات میں استعمال میں لایا جاتا ہے تاکہ ہنگامی / ناگہانی حالات سے متاثرہ لوگ کی بروقت مدد کی جاسکے۔ اس سلسلہ میں اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ جیسے ہی کوئی ہنگامی یا ناگہانی واقعہ پیش آئے تو فوراًہی مرکزی زکوٰۃ کونسل یا اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کا اجلاس منعقد کر کے فوراً زکوٰۃ فنڈ جاری کر دینا چاہیے تاکہ بروقت متاثرین کی بحالی کے لیے اقدامات کیے جاسکیں اور ان کو فوری طور پر ریلیف مل جائے۔

نظام زکوٰۃ وعشر کی اصلاح کے لیے تجاویز

زکوٰۃ وعشر اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جس کا مقصد حاجت مندوں اور ناداروں، غرباء اور معاشی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والے طبقوں کی مدد کر کے پورے معاشرے کی فلاح کو یقینی بنانا ہے۔ نظام زکوٰۃ 20جون 1980ء سے ہی قائم کر دیا گیا تھا جبکہ عشر سے متعلق دفعات کو 15 مارچ 1983ء کو عملی جامعہ پہنایا گیا۔ اب اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ آیا یہ نظام ایسے نادار لوگوں کے لیے بنیادی ضرورت کی اشیاء فراہم کر سکا ہے جو بوجوہ معاشرے میں بنیادی ضروری وسائل نہ کر سکتے ہوں اور کیا غربت وافلاس کو کم کر کے غرباء ومساکین کی مستقل بحالی کے ضمن میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔

جب ہم زکوٰۃ وعشر کے نظام کی کارکردگی، افادیت اور معاشرے پر اس کے اثرات پر غور کرتے ہیں تو صورت حال کچھ تسلی بخش نظر نہیں آتی۔ اس کی وجوہات دو طرح کی ہیں ایک تو ابتداًہی وصولی و تقسیم کے نظام میں کچھ خامیاں موجود تھیں۔ دوسری قسم کی وجوہات کا تعلق بدانتظامی اور معاشرے کے اہل کاران کے مجموعی مزاج سے ہے۔

زکوٰۃ کی تقسیم اور معاشرے پر اس کے اثرات کے سلسلے میں بھی کوئی تسلی بخش صورت سامنے نہیں آئی اور یہ نظام جسے ابتداء میں عوام کی طرف سے بہت زیادہ پذیرائی ملی تھی اب عوام کا اعتماد کھو بیٹھا ہے۔ اگر تقسیمِ زکوٰۃ کے اثرات و مضمرات حوصلہ افزاء اور قابل ستائش ہوتے تو نہ صرف لوگ دل جمعی اور رغبت سے زکوٰۃ ادا کرتے بلکہ اموال باطنہ پر بھی زکوٰۃ رضاکارانہ طور پر انتظامیہ کو وصول ہونا شروع ہو جاتی کیونکہ اس طرح عوام کو خود بخود یہ احساس ہوتا کہ ان کی ادا کردہ زکوٰۃ واقعی ملک سے فقر وافلاس کے خاتمے کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ محمد ایوب جو کہ اسٹیٹ بینک

آف پاکستان کے شعبہ تحقیق (اسلامک اکنامکس ڈویژن) سے منسلک ہے، انہوں نے پاکستان میں نظام زکوٰۃ وعشر کی اصلاح کے لیے درج ذیل تجاویز پیش کی ہیں:

1 **معاشرے کا من حیث القوم اعتماد اور ملکی وحدت کا فروغ**

20جون1980ء کو جاری کئے جانے والے آرڈیننس کا اطلاق پاکستان کے تمام مسلمان شہریوں پر ہوتا تھا۔ اگرچہ ابتداء سے ہی غیر مسلموں پر کسی بھی قسم کے ایسے ٹیکس سے استثناء کے نتیجے میں طبقاتی عدم مساوات کا موقع فراہم کر دیا گیا تھا مگر 29اکتوبر1980ء کو فقہ کی بنیاد پر ادائیگی زکوۃ سے استثناء فراہم کر کے ایک نئے نظام میں مذید خلا پیدا کر دیا گیا۔ اس ترمیم کے مطابق اگر کوئی شخص محسوس کرتا ہے کہ وصولی زکوۃ کا نظام اُس کی فقہ اور عقیدے کے مطابق نہیں ہے تو وہ استثناء کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ صاحب مضمون کی تجویز ہے کہ ہر صاحب استطاعت شخص سے خواہ کسی بھی مذہب یا فقہ کا ماننے والا ہو سماجی بھلائی کے لیے ٹیکس لیا جائے۔

2 **زکوٰۃ کمیٹیوں اور کونسلوں کے طریق کار کی اصلاح**

ملک بھر میں زکوٰۃ کمیٹیوں میں جو اپنے اپنے علاقوں کے چیدہ اور بااثر لوگ ہیں اگر ان کی کارکردگی کو منظم شکل دے کر مطلوبہ ضوابط ونگرانی کے تحت لایا جائے تو ملک سے نہ صرف فقر وافلاس ختم ہو جائے گا بلکہ ملک سماجی ومعاشی لحاظ سے بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ مرکزی وصوبائی زکوٰۃ کونسلوں کا یہی سب سے بڑا امتحان ہے کہ وہ مقامی، تحصیل وضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کے اہل کاران کو اس مذہبی وسماجی فریضہ کی کماحقہ ادائیگی پر کس طرح برضا ور غبت آمادہ کرتے ہیں۔ پالیسی بنانے اور اس پر عمل درآمد کے لیے ہدایات جاری کرنے کی ذمہ داری مرکزی زکوٰۃ کونسل پر ہے تو مقامی کمیٹیوں کا کام ان ہدایات کو عملی جامعہ پہنانا ہے۔ تحصیل، ضلع وصوبائی کمیٹیاں مرکزی کردار ادا کرنے والی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں اور مرکزی زکوۃ کونسل کی معاون / مشیر کے طور پر کام کرتی ہیں۔ ہمیں اصل توجہ مقامی کمیٹیوں پر مرکوز کرنا ہو گی اس کے لیے درج ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

مقامی کمیٹیوں کے ارکان کی تعداد متعین نہ کی جائے بلکہ آبادی یا محلے والوں کی صواب دید پر چھوڑ دی جائے۔ ارکان کا چناؤ گاؤں کے کھلے اور عام اجلاس میں کیا جائے۔ ضلعی یا تحصیل زکوٰۃ کمیٹی کا کوئی نمائندہ اس چناؤ کی کاروائی کی نگرانی کرے۔ کم سے کم تین دن پہلے پورے گاؤں میں چناؤ اجلاس کا اعلان عام کیا جائے چونکہ یہ نظام مذہب کا ایک اہم جزو ہے اس لیے ترجیحاً یہ اجلاس آبادی کی جامع مسجد میں بلایا جائے۔ مقامی کمیٹی کا ممبر بننے کے لیے رکھی گئی شرائط کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا جائے اور پھر لوگوں کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی صواب دید کے مطابق ارکان کے لیے نام پیش کریں۔ ضرورت پڑنے پر ووٹنگ کرائی جائے اور پھر اسی اجلاس میں ہی ارکان میں سے سب سے زیادہ نیک و پرہیز گار اور ترجیحاً پڑھے لکھے شخص کو چیئر مین چن لیا جائے۔ ممبر بننے کی شرائط یہ ہو سکتی ہیں:

i پانچوں نمازیں پڑھنے والا اور ترجیحاً باجماعت ادا کرنے والا۔

ii اپنے گاؤں اور قرب وجوار میں ظلم وحق تلافی میں ملوث نہ رہا ہو اور اگر چناؤ اجلاس میں کوئی شخص اس کے کردار پر انگلی اٹھائے تو اسے امیدوار نہ سمجھا جائے۔

iii وہ سیاست میں حصہ نہ لیتا ہو۔

iv ترجیحاً تعلیم یافتہ ہو اور اس کا ذریعہ روزگار ایسا نہ ہو کہ وہ کمیٹی کے کام کے لیے کچھ وقت نکالنے پر قادر ہو۔ خصوصاً چیئرمین ایسے شخص کو بنایا جائے جو انتظامیہ کی طرف سے موصول ہونے والی دستاویزات کو پڑھ کر ان پر عمل درآمد کو یقینی بنا سکے۔

زکوٰۃ کمیٹی کے ارکان میں ترجیحاً تکنیکی ماہرین بھی شامل ہونے چاہئیں (مرد وخواتین) گاؤں یا متعلقہ آبادی کے سکول کا ایک استاد بھی جو اسی گاؤں کا رہنے والا ہو بطور رکن کمیٹی کے نام میں بہت معاون ثابت ہو گا۔ ارکان کی مدتِ نمائندگی کے تعین کی بھی ضرورت نہیں ہے جب تک کوئی رکن دیانت داری اور محنت سے کام کرتا ہے اُسے اس خدمت کا موقع دیا جانا چاہیے۔ کوئی ممبر اگر بد نظمی مالی کھاتوں میں خرد برد یا کمیٹی کے کام میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرتا ہے تو تین چوتھائی ارکان کے فیصلے اور پھر ہر سہ ماہی میں ہونے والے عام اجلاس میں اس کی ممبر شپ ختم کر کے اس کے خلاف حسب ضرورت تادیبی کارروائی کی جائے۔ تحصیل کی سطح پر دو تنخواہ دار ارکان کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی نگرانی ورہنمائی کا کام سونپا جائے۔ انتظامیہ کا یہ فرض ہے کہ ان دو آدمیوں کا انتخاب خالصتاً ان کی مہارت، دیانتداری، فہم وفراست اور علاقہ کے عوام پر ان کے دائرہ اثر کی بنیاد پر کرے۔ یہ ارکان مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے تمام تنظیمی و تکنیکی کام کی نگرانی کریں گے۔ عشر کے تعین اور وصول میں ان کی راہنمائی کریں گے۔

سماجی بھلائی کے لیے منصوبہ جات کو آخری شکل دیں گے اور مقامی کھاتوں کے محاسبہ کا بندوبست کریں گے۔ اس سے اوپر والی کمیٹیوں اور کونسلوں کے احتساب کا بھی مؤثر انتظام ضروری ہے۔ مرکزی اور صوبائی زکوٰۃ کونسلیں عملے کے لیے رہنما اصول مرتب کریں اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنا کر عوام الناس کے اعتماد کو بحال کرنے کی کوشش کریں۔[51]

3 زکوٰۃ وعشر کی وصولی

زکوٰۃ: نظام وصولی میں بہتری لانے کے لیے درج ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

i تجارتی وصنعتی اموال تجارت پر لازمی زکوٰۃ پہلے مرحلہ میں خود تشخیص کی بنیاد پر عائد کی جائے۔ شہروں و قصبوں میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تنظیم نو اور ان میں ماہر ارکان کی موجودگی پر تشخیص کا کام خود حکومت بھی اپنے ذمہ لے سکتی ہے۔ فی الحال صرف چنیدہ افراد کی خود تشخیص کو چیک کیا جائے۔ خوشحال تاجر طبقے اور صنعتی اداروں کے اموال تجارت کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرنے سے نظامِ زکوٰۃ کی انصاف پسندی اور موزونیت بری طرح متاثر ہوئی ہے اور زکوٰۃ کی

ر قوم میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات اہم ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل بھی اس بات کی بھرپور سفارش کر چکی ہے۔

ii ایسی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد جو کوئی شخص آگے فروخت کرنے کے لیے خریدے اس کی حیثیت مال تجارت کی ہو گی اس لیے سالِ زکوٰۃ کے آخر میں اس کی بازاری مالیت 2½ فیصد کے حساب سے زکوٰۃ عائد کی جائے۔ ان میں پلاٹ، مکان اور ایسی صنعتی جائداد شامل ہے جو آگے فروخت کر کے منافع کمانے کی غرض سے خریدی جائے۔

iii زرِمبادلہ کے بینک اکاؤنٹس سے 2½ فیصد کے حساب سے زکوٰۃ لازمی طور پر وصول کی جائے۔

iv حصص اور سرٹیفکیٹس وغیرہ پر زکوٰۃ ان کی اُس وقت کی بازاری مالیت کے حساب سے کاٹی جائے جب ان پر منافع دیا جاتا ہو۔

v کمپنیوں کے قابلِ وصول قرضوں پر بھی زکوٰۃ عائد کی جانی چاہیے۔ ان پر ادائیگی زکوٰۃ کے وقت کے بارے میں کئی لوگوں نے اپنی مختلف رائے کا اظہار کیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ حساب کتاب کی پیچیدگی سے بچنے کے لیے مندرج کھاتہ جات قرضوں پر ہر سال زکوٰۃ اموال سے نکالنا ہو گا ان میں صرف قابل زکوٰۃ اثاثہ جات کے حصول کے لیے لیے جانے والے قرضہ جات شامل ہیں۔ ان کی مثال تجارتی قرض خواہاں (Trade Creditors) ہیں۔

vi ایسی معیادی مالیاتی دستاویزات جو ایک سال سے زیادہ عرصے کے بعد فک (Encash) کروائی جاتی ہیں یا جن پر حاصل صرف ان کے فک کروانے پر ہی ملتا ہے ہر سال 2½ فیصد کے حساب سے زکوٰۃ عائد کی جائے۔

vii اداروں کی طرف سے جاری کئے جانے مختلف اقسام کے بانڈز اور اسناد وغیرہ کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرنے کا کام فوراً روک دیا جائے۔ ایک آرڈیننس کے ذریعے اس سے پہلے جاری کئے جانے والے بانڈز وغیرہ پر سے بھی زکوٰۃ لازمی طور پر منہا کی جائے بعد میں اسے باقاعدہ قانونی شکل دی جائے۔

viii ایسے اموال مستفاد (باقاعدگی سے حاصل ہونے والی آمدنی) جو کسی شخص کے زائد از ضرورت اثاثہ جات مثلاً کرائے پر دیے گئے مکانات سے حاصل ہوں ان پر زکوٰۃ کے بارے میں علماء اور خاص طور پر اسلامی نظریاتی کونسل کوئی متفقہ فیصلہ کریں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ عموماً زکوٰۃ بچتوں پر لگتی ہے نہ کہ آمدنی پر، اس لیے مشینری، بسوں، ٹرکوں اور مکان کے کرایہ پر زکوٰۃ عائد نہ کی جائے حالانکہ مویشیوں اور زرعی پیداوار کی زکوٰۃ بچتوں پر نہیں بلکہ تعداد یا مقدار کے حساب سے عائد ہوتی ہے۔ میرے خیال میں مشینری اور بسیں وغیرہ ایسی سرمایہ کاری ہیں جن سے روزگار کے مواقع اور قومی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے زکوٰۃ ان کے مالکان کی بچت پر ہی عائد کی جائے مگر کرائے پر دیے گئے مکان کے کرایہ پر 2½ فیصد کے حساب سے زکوٰۃ عائد کرنے کے معاملے پر غور کیا جانا چاہیے بشرطیکہ ان کے مالکان مستحقین زکوٰۃ میں شامل نہ ہوں۔

زکوٰۃ کی منہا کار ایجنسیوں کے اہل کاران کی مطلوبہ ٹریننگ بھی وصولی زکوٰۃ کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے بہت ضروری ہے مرکزی زکوٰۃ کونسل اس سلسلے میں واضح اور عام فہم احکامات جاری کرے کہ مختلف قسم کے اثاثہ جات پر زکوٰۃ کو لازمی کٹوتی کب اور کس طرح ہونی چاہیے اس کے علاوہ عوام میں اس مذہبی فریضہ کی اہمیت کا احساس پیدا کرنے کے لیے ترغیباتی مہم بھی وقفے وقفے سے جاری رہنی چاہیے۔

عشر

وصولی عشر کا نظام زکوٰۃ کی نسبت زیادہ اصلاح کا متقاضی ہے۔ کم آمدنی والے طبقوں کا ایک بہت بڑا حصہ ہمارے دیہات میں رہتا ہے۔ دیہات سے غربت و افلاس کو ختم کرنے کے لیے عشر کی زیادہ سے زیادہ وصولی اور اس کا بہتر استعمال بہت ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں لوٹ کھسوٹ، چوری اور ادائیگی سے فرار کے بھی بہت مواقع ہیں۔ عشر کے بارے میں ایک بنیادی بات یہ ہے کہ یہ زمین کا یا کاشتکار کی آمدنی کا ٹیکس نہیں بلکہ کسی شخص کی زمین سے حاصل شدہ پیداوار پر عائد ہوتا ہے۔ اس طرح ہر فصل میں نصاب کا تعین بھی الگ الگ ہو گا اور کسی قطعہ ء زمین پر بوئی جانے والی ہر فصل خواہ وہ سال میں کتنی ہی دفعہ بوئی جائے، پر عائد ہو گا۔ فصل تباہ ہونے پر عشر نہیں لگے گا۔ زکوٰۃ/ عشر آرڈیننس کسی شخص کو لازمی ادائیگی عشر سے اس صورت میں مستثنیٰ کرتا ہے جب اس کی اراضی سے پیداوار 948 کلوگرام گندم یا اس کے مساوی مالیت کے برابر ہو۔ اس میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ پیداوار کی مالیت ہر فصل کے لیے الگ الگ شمار کی جائے گی۔ اسی طرح پیداوار کی مقدار کے تعین کے لیے بھی کوئی واضح طریقہ کار نہیں بتایا گیا اس لیے ملک کے مختلف حصوں میں تشخیص عُشر کے الگ الگ معیار مقرر کئے گئے ہیں بعض علاقوں کے بارے میں یہ پتہ چلا ہے کہ وہاں عشر کی تشخیص و وصولی کا کام ہوتا ہی نہیں چونکہ عشر اسی علاقہ میں خرچ ہوتا ہے جہاں سے لیا جاتا ہے اس لیے ایسے علاقوں میں انتظامیہ کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا نوٹس ہی نہیں لیتی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پٹواری جس طرح خرابہ ء فصل کی بنیاد پر رشوت لیتا ہے اسی طرح عشر جیسے مذہبی فریضے میں بھی کھلم کھلا خردبرد کرتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ تخمینہ کی بنیاد کو اصل پیداوار کی بنیاد سے بدل دیا جائے۔ فصل کی کٹائی کے کچھ عرصہ کے اندر اندر جب مقامی کمیٹی کے ارکان مناسب سمجھیں، گاؤں والوں کا ایک عام/کھلا اجلاس گاؤں کی جامع مسجد میں بلائیں اس اجلاس میں ہر کاشتکار اپنی اپنی فصل کی مقدار سے کمیٹی کو آگاہ کرے۔

زکوٰۃ کی طرح عشر کے سلسلے میں بھی یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ قطع نظر مذہب و فقہ کے نصاب اور اصل پیداوار کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام زمینوں پر مساوی محصول عائد کیا جائے صرف مسلمانوں یا کچھ فرقوں کی زرعی پیداوار کو زیر محصول لانا اور دوسروں کو مستثنیٰ قرار دینا ناانصافی کے مترادف ہے۔ مذہب سے ہٹ کر بھی تمام اہل ثروت و

استطاعت کا یہ سماجی فریضہ ہے کہ افلاس سے دوچار اپنے اہل محلہ و گاؤں اور ہم وطنوں کی حالت بہتر بنانے میں اپنا حصہ ادا کریں۔ زرعی پیداوار پر اس محصول کی حیثیت ایک مذہبی فریضہ کی یا سوشل ویلفیئر ٹیکس کی ہوگی۔ البتہ اس کا ایک حل یہ ہے کہ عشر کا نفاذ اس طرح کیا جائے کہ ادائیگی کے بعد 948 کلوگرام گندم یا اس کے مساوی فصل کسان کے پاس بچ جائے۔

عشر سے حاصل ہونے والی رقوم اگرچہ زیادہ تر اُسی علاقے میں خرچ ہوناہیں جہاں سے اکٹھی ہوں۔ اس میں شرعی لحاظ سے کوئی قباحت نہیں بلکہ یہ بہتر ہے مگر ضروری ہے ایک مرتبہ ساری رقوم تحصیل یا ضلع کی سطح پر عشر فنڈ میں جمع ہوں پھر وہاں سے ان کی تقسیم کی جائے اس سے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی کارکردگی کا احتساب آسان ہوگا اور رقوم کی زیادہ بہتر استعمال میں مدد ملے گی۔

4 تقسیم زکوٰۃ و عشر کے بارے میں رہنما اصول

تقسیم صدقات یعنی زکوٰۃ کی آٹھ مدات قرآن کریم میں بیان کر دی گئی ہیں اس میں مفلس، محتاج یا مساکین، کارکنان زکوٰۃ اور تالیف قلوب المسلمین کے لیے قرآن کریم نے حروف جار کے طور پر "ل" کا لفظ استعمال کیا ہے اور دوسری چار مدات یعنی غلاموں کے آزاد کرانے، قرض داروں (کے قرض ادا کرنے)، خدا کی راہ میں اور مسافروں کی بوقت ضرورت امداد کے لیے "فی" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

مصرفِ زکوٰۃ کے لیے فقہ حنفی میں یہ شرط ہے کہ زکوٰۃ کی رقم وصول کرنے والے کی ملکِ تام ہو جائے تاکہ وہ اسے اپنی مرضی اور صوابدید کے مطابق استعمال میں لا سکے۔ چنانچہ ہمارے علماء کا خیال ہے کہ زکوٰۃ و عشر فنڈز کو ناداروں، حاجت مندوں، غرباء و مساکین، یتامیٰ اور بیوگان کی مدد کے لیے استعمال کیا جائے مگر ہسپتالوں و سکولوں جیسے سماجی کاموں اور عام لوگوں کی فلاح کے لیے مطلوب بنیادی معاشی ڈھانچے کی فراہمی (جیسے سڑکوں و پلوں کی تعمیر) کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ البتہ علامہ رشید رضا جیسے جدید دور کے علماء اور قاضی ابو یوسفؒ اپنی تصنیف "کتاب الخراج" میں زکوٰۃ و صدقات کا ایک حصہ سڑکوں کی بہتری کے لیے بھی تجویز کرتے ہیں۔ کچھ دوسرے محققین کا بھی نکتہ نظر یہ ہے کہ پہلی چار مدوں میں تملیک کی شرط لازم ہے جن میں فقراء، مساکین، عاملین اور مولفۃ القلوب شامل ہیں ان کے لیے قرآن کریم میں "ل" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقوم ان کے لیے ہیں یعنی ان کو دی جائیں تو وہ اس کے مالک شمار ہوں گے جبکہ رقاب، غارمین، فی سبیل اللہ اور مسافرین کے لیے "فی" کا لفظ استعمال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقوم استعمال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقوم ان مصارف میں استعمال کی جائیں جہاں تملیک لازمی نہیں ہے۔ آج کل کے معاشی و سماجی حالات کے مطابق تقسیم زکوٰۃ کا مسئلہ اجتہاد طلب ہے مگر ایک بات بالکل واضح ہے کہ جب ہم زکوٰۃ کو اسلام کا سماجی بھلائی یا فلاحی نظام گردانتے ہیں تو ہمیں مداتِ زکوٰۃ کی

تشریح نص اور اصل روح کو مد نظر رکھتے ہوئے کھلے دل سے کرنی ہو گی ورنہ معاشرے پر اس نظام کا اثر عارضی اور بالکل غیر محسوس ہو گا۔ چونکہ سنی مسلک کے تین فقہی سکولوں اور فقہ جعفریہ کے علماء تملیک کی شرط عائد نہیں کرتے اس لیے فقہ حنفی کے اصول میں معمولی نرمی پیدا کر کے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ انفرادی کی بجائے اجتماعی (Collective) تملیک کو مانتے ہوئے ایسی جگہوں پر مصرفِ زکوٰۃ کی اجازت دے دیں جہاں مستحقین کی ملکیت اجتماعی ہو۔

تقسیم زکوٰۃ و عشر کا ایک پہلو تقسیم بلحاظ علاقہ ہے۔ اسلام کا عہدِ اوّل کا طریقہ یہ تھا کہ مختلف علاقوں کے عاملین / گورنرز زکوٰۃ وصول کرتے اور وہیں خرچ کر دیتے۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی رقم بچ جاتی تو دارالخلافہ میں امیر المؤمنین کے پاس بھیج دیتے۔ امام ابوعبیدؒ کتاب الاموال میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے عمّال زکوٰۃ کو حکم دیا کہ وہ استطاعت نہ رکھنے والوں کے قرض ادا کریں۔ عہدِ فاروقی میں معاذ بن جبلؓ نے یمن سے اموال زکوٰۃ میں ایک تہائی حصہ خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے۔ اگلے سال نصف حصہ اور اس سے اگلے سال سارا مال امیر المؤمنین کے پاس بھیج کر یہ وضاحت کی کہ واللہ یہاں مجھے کوئی بھی ایسا ضرورت مند نہیں ملا جو مجھ سے کچھ صدقہ وزکوٰۃ لینے کا مستحق ہو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بستر مرگ پر یہاں تک فرمایا کہ زکوٰۃ وصدقات جہاں سے لیے جائیں وہیں تقسیم کر دیے جائیں یہاں تک کہ ہر دیہاتی 100 اونٹ کا مالک بن جائے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے اس فلاحی نظام میں کافی وسعت اور لچک موجود ہے۔ ہمیں اپنے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے غرباء، مساکین (کم آمدنی والوں) کی حتمی بھلائی کے لیے کوئی مؤثر طریقہ اپنانا ہے جس سے وسائل ضائع نہ ہوں۔ معاشرے پر دیرپا اور اچھے اثرات مرتب ہوں اور تمام طبقوں کی معاشی حالت بہتر ہونے سے سماجی و دینی بندھن مضبوط ہو جائیں۔

عُشر کے مصرف کے بارے میں تجویز یہ ہے کہ رقوم کو تحصیل و ضلع کے دائرہ میں لایا جائے۔ ملک میں آبادی کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور وسائل روزگار و بہتر سہولتوں کی تلاش میں شہروں کو منتقلی کا رجحان اس بات کا شدت سے متقاضی ہے کہ ہم زراعت پر مبنی گھریلو صنعتوں کے قیام سے دیہات میں ہی صنعتی انقلاب برپا کر دیں۔ چنانچہ رقوم تحصیل و ضلع کی سطح اکٹھی ہوں۔ بعد میں ضلعی انتظامیہ اور مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں سے مل کر رقوم کی تقسیم کا تعین کیا جائے۔ زکوٰۃ انتظامیہ کی طرف سے کی جانے والی رقوم کا ایک کم سے کم مقرر حصہ (مثلاً دس فیصد) نقد عطیات غرباء کی ضرورت پر خرچ کر دیا جائے اور زکوٰۃ و عشر کو دستکاری اور چھوٹے درجوں کے صنعتی منصوبوں میں لگایا جائے۔ تملیک کا مسئلہ حل کرنے کے لیے اور مستحقین کے مفاد کو محفوظ بنانے کے لیے یہ منصوبہ جات متعلقہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی

کی اجتماعی ملکیت میں دیے جائیں۔ ان کی آمدنی بھی کمیٹی کی آمدنی ہونے کی حیثیت سے غرباء و مساکین کی ہی ہوگی۔ ان میں ملازمت کے سلسلے میں پہلا حق مستحقینِ زکوٰۃ کا ہوگا۔ اس میں بیواؤں جیسے مستحقین میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں تاکہ ان کی باعزت بحالی و امداد کا مستقل انتظام ہوسکے۔

اموال زکوٰۃ سے غریب طبقہ کے لیے مکانات کی تعمیر رائج بات نہیں ہے۔ کثیر رقم خرچ کرنے کے بعد بھی مفلسی اور محتاجی قائم رہے گی۔ ترجیحاً زکوٰۃ اس طرح خرچ کی جائے کہ مستقل بحالی کا ہدف پورا کیا جاسکے۔ یہ تجویز ہے کہ گداگری کے خاتمہ کے لیے ایک کمیشن کی تشکیل کی جائے جو متعلقہ حل طلب مسائل اور امور پر غوروخوض کرکے انسداد کے لیے مؤثر تدابیر تجویز کرے۔

ملک میں چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کا قیام عمل میں لاکر نہ صرف بے روزگاری کو ختم کیا جائے بلکہ اپاہجوں اور معذوروں کے لیے مستقل ذریعہ آمدنی کا اہتمام بھی کیا جائے تاکہ وہ غربت کی وجہ سے مانگنے پر مجبور نہ ہوں۔

نتائج بحث

زیر نظر بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ زکوٰۃ و عشر کی وصولی اور تقسیم کا موجودہ نظام اتنا غیر مؤثر ہے کہ اس سے زکوٰۃ کا بنیادی مقصد پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ اس کے لیے انتظام و انصرام میں اصلاح کے ساتھ ساتھ ایک طرف تو زکوٰۃ کی وصولیوں کو بڑھانے اور دوسری طرف اس کی بہتر سے بہتر تقسیم کے لیے منظم کوششوں کی ضرورت ہے۔ ناانصافی اور حکومت کی طرف سے مصلحت پسندی کے احساس کو ختم کرنے کے لیے آبادی کے تمام طبقوں کو قطع نظر ان کے مذہب و عقیدہ کے سماجی بھلائی کے اس محصول کے تحت لایا جائے۔ زیادہ سے زیادہ اموال پر زکوٰۃ عائد کی جائے۔ خصوصاً تجارتی و صنعتی اموال تجارت پر زکوٰۃ کو ان کے مالکان کی صوابدید پر ہی نہ چھوڑا جائے۔ عشر کی تشخیص کے کام کے لیے پٹواریوں کے ریکارڈ پر بھروسہ کرنے کی بجائے اصل پیداوار کو بنیاد بنایا جائے۔ علماء اور اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے مقدارِ نصاب (948 کلوگرام گندم) کو چھوٹ کی حد (Exemption Limit) بنانے کے بارے میں اجتہاد کی ضرورت ہے۔ زکوٰۃ و عشر کی رقوم کے استعمال کے ضمن میں انقلابی تبدیلی لائی جائے۔ عشر سے اکٹھی ہونے والی رقوم سے دیہات کی سطح پر گھریلو دستکاریوں او دیگر چھوٹی صنعتوں کے یونٹ لگائے جائیں۔ ایسے یونٹ مقامی کمیٹی / مستحقین کی ہی ملکیت ہوں ان میں روزگار کا حق بھی پہلے انہیں کا ہو۔ ایسے معذوری کی وجہ سے کام نہ کرسکنے والے مردوں و بیوہ خواتین کو ان یونٹوں کے حصص دیے جائیں تاکہ ان کی ضروریات کا مستقل انتظام ہوسکے۔ مقامی سطح پر وصولی و صرف زکوٰۃ کے مؤثر احتساب کا انتظام کیا جائے۔ عوام کو اس محصول کی مذہبی حیثیت کے بارے میں وقفے وقفے سے آگاہ کیا جائے اور اس میں خردبرد کو نہ صرف مذہبی و سماجی برائی کے طور پر پیش کیا جائے بلکہ اس میں ملوث افراد کو سبق آموز سزائیں بھی دی جائیں۔ گداگری کو ختم کرنے کے لیے زکوٰۃ کی رقوم کے استعمال سے زیادہ

دوسرے محرکات پر قابو پایا جائے جن میں انتظامیہ کی اصلاح اور حکومت کی طرف سے متمول محارم یعنی رشتہ داروں کو ان کے مفلس و محتاج عزیزوں کی خبر گیری کا احساس دلانہ یا ذمہ دار ٹھہرانا بھی شامل ہیں۔ زکوٰۃ و عشر کی وصولی و تقسیم کے نظام کو بہتر انداز سے چلانے کے لیے دو باتیں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی سطح پر ایک ٹرسٹ بھی بنایا جاسکتا ہے جو ایک فلاحی معاشرے کے قیام کو مد نظر رکھتے ہوئے مناسب انتظامات کو یقینی بنائے۔ زکوٰۃ و عشر کو ایک کامیاب فلاحی معاشی نظام بنانے کے لیے لازمی ہے کہ ملک سے رشوت، سفارش، اقربا پروری، سمگلنگ، فحاشی اور قومی وسائل کی لوٹ کھسوٹ جیسی سماجی، اخلاقی اور معاشی برائیاں ختم کی جائیں تاکہ ایک دوسرے سے محبت، رضاکارانہ طور پر دوسروں سے ہمدردی اور قومی یکجہتی خود غرضی کی تیزی سے بڑھتے ہوئے رجحان کی جگہ لے سکیں۔ نظامِ زکوٰۃ کو قومی و علاقائی سیاست سے الگ رکھا جائے۔ محض تخیلاتی بیانات اور نعرے بازی کی بجائے معاشرے اور نظام دونوں میں بنیادی تبدیلیاں لائی جائیں تاکہ عام آدمی کی فلاح و بہبود کے مقصد کو حاصل کیا جاسکے۔

حواشی ومصادر

1 البقرة:2/43

2 التوبة:9/11

3 الحج:22/41

4 مريم:19/31

5 الاعراف:156/7

6 سیرت حضرت ابو بکرؓ، محمد حسین ہیکل، (مترجم) شیخ محمد احمد پانی پتی، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ص147

7 السنن ابو داؤد، ابو داؤد سیلمان بن الاشعث بن اسحاق، کتاب الزکوٰۃ، باب فی زکوٰۃ السائمۃ، حدیث1584

8 مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ، وزارت خزانہ، حکومت پاکستان، اپریل1994ء، پاکستان میں نظام زکوٰۃ و عشر (کتابچہ) ص6

9 وزارت مذہبی امور، زکوٰۃ و عشر، حکومت پاکستان، اسلام آباد، مرکزی زکوٰۃ کونسل کے94ویں اجلاس کی روداد، ص 26، فیصلہ (1)

10 Ministry of Religious Affairs, Zakat and Ushr, Islamabad, 2003 Disbursement Procedures of Zakat Programme, p 13 (4.2)

11 مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ، وزارت خزانہ، حکومت پاکستان، اسلام آباد، مرکزی زکوٰۃ کونسل کی چھٹی سالانہ کارکردگی

رپورٹ برائے سال1986۔1985ء،ص26

12 زکوٰۃ وعشر ڈویژن،وزارت مذہبی امور،زکوٰۃ وعشر، حکومت پاکستان،اسلام آباد،روداد مرکزی زکوٰۃ کونسل(42ویں اجلاس سے47ویں اجلاس تک)،جلد8،ص 385

13 مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ،اسلام آباد،پاکستان،ماہنامہ الزکوٰۃ،جون1987ء،شمارہ12،ص11

14 روداد:76ویں اجلاس سے85ویں اجلاس تک،ص231 (42)

15 ایضاً:ص230 (39)

16 وزارت مذہبی امور،زکوٰۃ وعشر حکومت پاکستان،اسلام آباد،مرکزی زکوٰۃ کونسل کے96ویں اجلاس کی روداد،ص9 (13.2)

17 Ministry of Zakat and Ushr, Government of Pakistan, Islamabad. Brief on Zakat System in Pakistan, Health Care (Provincial) p. 6, ZDI

18 Ministry of Zakat and Ushr, Disbursement Procedures of Zakat Programmes p. 40(1)

19 Ministry of Zakat and Ushr, Disbursement Procedures of Zakat Programmes p. 40(1)

20 Ministry of Zakat and Ushr, Disbursement Procedures of Zakat Programmes p 40 (2)

21 Ibid., page 40 (3)

22 Ibid., page 40 (4,5)

23 مرکزی زکوٰۃ کونسل کی آٹھویں سالانہ کارکردگی رپورٹ،ص ب(6)

24 Budget Allocation for 2008-09 in respct of National level health institution/hospitals p(1-5)

25 مرکزی زکوٰۃ کونسل کے اجلاسوں کی روداد،(42ویں اجلاس سے47ویں اجلاس تک)جلد9،ص387 (123)

26 Ministry of Zakat and Usr, Islamabad, Disbursement Procedures of Zakat Programmes, p-36

27 مرکزی زکوٰۃ کونسل کے95ویں اجلاس کی روداد،ص11

28 ایضاً:مرکزی زکوٰۃ کونسل کے99ویں اجلاس کی روداد،ص10 (103،الف،ب)

29 ایضاً:مرکزی زکوٰۃ کونسل کے99ویں اجلاس کی روداد،ص11 (104(i, ii,iii

30 ایضاً:مرکزی زکوٰۃ کونسل کے99ویں اجلاس کی روداد،ص(10.7)12

31 ایضاً:مرکزی زکوٰۃ کونسل کا100ویں اجلاس کی روداد،شق نمبر9

32 ایضاً: مرکزی زکوٰۃ کونسل کی 76ویں اجلاس سے 85ویں اجلاس تک، ص285 (95)

33 Disbursement Procedures of Zakat Programmes , p.2 (2.1, 2.3)

34 چھٹی سالانہ کارکردگی رپورٹ، ص17 (7)

35 روداد 76ویں اجلاس سے 85ویں اجلاس تک، ص64 (17)

36 ایضاً: 99ویں اجلاس کی، ص27(22.8)

37 زکوٰۃ بجٹ 10-2009ء : (c)163Z

38 روداد 42ویں اجلاس 47 اجلاس تک، ص386(120)

39 Ministry of Zakat and Ushr, Islamabad, Brief on Zakat System in Pakistan Section: ZD-1, p.9, 7,iii(a)

40 Ibid., p-9, 7,ii 5a (iv)

41 روداد، 42ویں اجلاس سے 47ویں اجلاس تک، ص386 (120)

42 ایضاً: 94ویں اجلاس کی، ص26 (26.1)، ص27، فیصلہ

43 ایضاً: 67ویں اجلاس سے 85ویں اجلاس تک، ص 262 (iv)

44 Ministry of Zakat and Ushr, Islamabad Disbursement Procedure of Zakat Programmes, p-46 (2), (2.1)

45 مرکزی زکوٰۃ کونسل، وزارت زکوٰۃ وعشر، اسلام آباد، روداد: 96ویں اجلاس کی، ص9(15.2)

46 روداد ص99ویں اجلاس کی، ص20 (18.2)

47 ایضاً: ص21، 18.6 (i,ii)

48 Ministry of Zakat and Ushr Islamabad, Disbursement Procedure of Zakat Programmes, p-46 (1 and 1.1)

49 Ibid., p-46(1.2)

50 روداد: 42ویں اجلاس سے 47ویں اجلاس تک، ص107 (36)

51 محمد ایوب، پاکستان میں نظام زکوٰۃ وعشر کی اصلاح کے لیے تجاویز و منصوبہ عمل، مقالہ در مشمولہ سہ ماہی منہاج، لاہور، (مدیر حافظ غلام حسین) مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، 1992ء، جلد10، جنوری و اپریل 1992ء، شمارہ 1-2، ص438-444